انیس سالہ 'سٹیفن سٹن' اور پاکستانی میڈیا

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ دنوں برطانیہ میں ایک نوجوان سٹیفن سٹن (Stephen Sutton) صرف انیس برس کی عمر میں انتقال کر گیا۔اس کی وفات کی خبر کو میڈیا میں بریکنگ نیوز کا درجہ دیا گیا۔سوشل میڈیا میں سٹیفن سٹن کے مرنے کی خبر پہلے ایک گھنٹے میں ایک لاکھ بیس ہزار سے زائد مرتبہ شیئر کی گئی۔برطانیہ کی تمام نیشنل نیوز پیپرز نے اس خبر کو فرنٹ پیج پر شائع کیا، ریڈیو اور ٹی وی پر بھی ٹاک شوز کا موضوع بحث بھی آنجہانی ٹیفن سٹن ہی رہا۔برطانوی وزیر اعظم ڈیوڈ کیمرون کے علاوہ دیگر سیاسی، سماجی اور شوبز سے تعلق رکھنے والی مشہور شخصیات نے اس کی وفات پر تعزیت کے پیغامات دیے۔باؤل کینسر سٹیفن سٹن کے مرنے کی وجہ بنا، پندرہ برس کی عمر میں برمنگھم کے کوئین الزبتھ ہسپتال میں اسے پتہ چلا کہ اسے بڑی آنت کا سرطان ہے جو اس سٹیج پر پہنچ چکا تھا جہاں سے اس کا علاج ممکن نہیں تھا۔برطانیہ میں ڈاکٹروں کو بھی مریض سے سچ بات کرنے کی بیماری ہوتی ہے، جب ڈاکٹروں نے سٹیفن سٹن کو بتایا کہ اب وہ بہت زیادہ دیر تک اس دنیا میں نہیں رہ سکتا تو پندرہ برس کے نوجوان نے اس موذی مرض کو جو اس کے جسم کو تو تیزی سے لاغر کر رہا تھا، اسے اپنے دل و دماغ پر حاوی نہیں ہونے دیا۔اس نے باقی ماندہ زندگی سرطان کے خوف کے سائے تلے گزارنے کی بجائے ``منا بھائی ایم بی ایس`` والے اس کریکٹر کی طرح گزارنے کا فیصلہ کیا جو مرنے سے پہلے بھرپور جیتے ہوئے اپنی زیادہ سے زیادہ خواہشات کی تکمیل چاہتا تھا۔اس کے علاوہ سٹیفن سٹن کچھ ایسا کرنا بھی چاہتا تھا جس سے مرنے کے بعد بھی اس کا نام اچھے لفظوں میں زندہ رہے۔اس کی چند خواہشات میں ایک ہاتھی سے گلے ملنا، جسم پر ٹاٹو بنوانا، سکائی جمپ لگانا اور ڈرم بجانا وغیرہ شامل تھا۔سکائی جمپ اور ڈرم بجانے کے لیے اس کو باقاعدہ تربیت بھی حاصل کرنا پڑی، سکائی جمپ کرنے کے بعد گزشتہ برس ویمبلے ایرینا میں نوے ہزار تماشائیوں کے سامنے ڈرم بجا کر UEFA کپ کی افتتاحی تقریب کے موقع پر اپنا یہ سپنا بھی پورا کر لیا۔انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں سٹیفن سٹن نے سوشل میڈیا پر ایک مہم (Campaign) کا آغاز کیا جس کا مقصد (Teenagers) کو سرطان جیسی موذی سے بچانا تھا۔اس نے ایک فلاحی ادارہ (Teenage Cancer Trust) بنایا۔ پھر سوشل میڈیا کے ذریعے چندہ اکٹھا کرنا شروع کیا۔جس میں اسے کافی کامیابی ہوئی، ایک موقع پر جب وہ کوئین الزبتھ ہسپتال برمنگھم سے ڈسچارج ہو کر گھر گیا تو سوشل میڈیا پر کچھ لوگوں نے اس کی مہم کو پبلک سٹی اسٹنٹ کا نام بھی دینا شروع کر دیا مگر چند روز گھر میں رہنے کے بعد سٹیفن سٹن کی حالت خراب ہونا شروع ہو گئی تو اسے دوبارہ ہسپتال منتقل کر دیا گیا جہاں وہ بالآخر زندگی کا بازی ہار گیا۔پھر وہی لوگ جو اس کی فلاحی مہم کو تنقید کا نشانہ بنا رہے تھے، افسوس کرتے نظر آئے۔سٹیفن سٹن نے مرنے سے قبل تقریباً 3.4£ ملین صرف سوشل میڈیا پر (Campaign) کر کے اکٹھے کیے، اس کی موت کے بعد اس کی چیریٹی کو مزید ڈونیشن ملیں جس سے یہ رقم اب 4 ملین پاؤنڈ سے تجاوز کر چکی ہے۔سٹیفن سٹن نے سرطان کے آگے ہتھیار ڈالنے کی بجائے جس طرح بہادری اور خوش دلی سے اس کا مقابلہ کیا اور مرنے تک انسانیت کی خدمت کے لیے مہم چلاتا رہا، یہ ایسے کام تھے جس کی تعریف برطانوی وزیر اعظم سے لیکر ایک عام آدمی نے بھی کی۔ریڈیو،

ٹی وی پر مختلف پروگراموں میں سرطان پر بحث و مباحثہ ہوا، جس میں سرطان کے مریضوں، ڈاکٹروں اور سیاسی رہنماؤں نے حصہ لیا جس کا مقصد یہ تھا کہ عوام میں زیادہ سے زیادہ آ گاہی آ سکے، لوگوں کو اپنا ٹیسٹ کرواتے رہنے کی ہدایات دی گئیں تا کہ سرطان کا مرض ابتدائی ایام میں ہی پتہ چل سکے۔ کیونکہ زیادہ وقت گزر جانے کے بعد اس کا علاج ممکن نہیں رہتا۔ سٹیفن سٹن کے کینسر کا پتہ لگنے سے اس کی موت تک سوشل میڈیا کے توسط سے اسے اپنی خواہشات کی تکمیل کے علاوہ انسانی خدمت کے لیے فلاحی ادارہ بنا کر اس کی تشہیر کر کے تقریباً ساڑھے تین ملین پاؤنڈ جمع کرنا ایک عظیم کارنامہ ہے۔

میڈیا پرنٹ ہو یا الیکٹرانک یا سوشل یہ اچھا یا برا نہیں ہوتا بس اس کا ستعمال اس کو اچھا یا برا ہونے کا لائسنس فراہم کرتا ہے۔ یوٹیوب، فتوؤں کی زد میں آنے کے بعد بند کر دی گئی، اب ''جیو چینل'' بھی بعض علماء نے حرام قرار دے دیا ہے۔ جیو چینل نے جو دکھایا وہ قابل مذمت اور قابل شرم فعل ہے مگر انہوں نے ایک بار دکھایا، مگر جو اس کو بار بار دکھا کر توہین در توہین کر رہے ہیں اس کے بارے میں ہوسکتا ہے کہ کوئی نیا فتوی جاری ہو جائے۔ وطن عزیز میں بجلی، گیس، انصاف، روزگار، تعلیم و صحت کے پلان، قانون کی بالا دستی اور سب سے بڑھ کر انسانیت کی بہت کمی ہے مگر ہم فتوؤں میں خود کفیل ہیں۔ کافر، حرام، مرتد، شہید، کے فتووے اور سرٹیفکیٹ جاری کرنے میں ہم شاید سب سے آگے ہیں، حیرانگی کی بات یہ ہے کہ فتووے اور سرٹیفکیٹ جاری کرنے والوں کے پاس داڑھی کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہیں جسے دیکھ کر ہمیں مومن ہونے کا شبہ ہو۔ میڈیا پر عرصہ دراز سے مارننگ شوز کے نام پر ہمارے ثقافتی اور مذہبی قدروں کو پامال کیا جا رہا ہے، ایسا ہی کچھ ڈراموں اور سٹیج شوز میں بھی ہو رہا ہے۔ میڈیا بلاشبہ انفارمیشن کے ساتھ ساتھ انٹرٹینمنٹ کے لیے بھی ہوتا ہے مگر انٹرٹینمنٹ میں اگر اہل بیت، آل رسول کی توہین کرنا شروع کر دی جائے تو اس کا ذمہ دار کون ہو گا؟ ملک میں (Blasphamy) کا قانون صرف اس لیے بنایا گیا ہے کہ اس کی آڑ میں کوئی بھی طاقتور کسی بھی کمزور کو کسی وقت بھی اپنی گرفت میں لے سکے، اس کو بعض اوقات سیاسی مقاصد کے لیے بھی استعمال کیا گیا۔ بقول عالم دین ''جیو دیکھنا حرام ہے'' کیونکہ اس چینل نے توہین قرآن، توہین اہل بیت کی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ طاقتور کے خلاف اس قانون کو کیسے استعمال کیا جاتا ہے۔ نجی چینل نے قربانی کا بکرا اپنے چند ورکرز کو بنا دیا ہے، ان کو معطل کر دیا گیا، ان کے خلاف انویسٹی گیشن بھی شروع ہو گئی، ان سے معافی بھی منگوالی گئی (انتظامیہ اور مالکان کے خیال میں ان کا معافی مانگنا ضروری نہیں اگر معافی مانگ کر جان چھڑانی ہوتی تو حساس اداروں پر الزامات لگانے کے بعد بھی مانگی جا سکتی تھی)۔ وطن عزیز کی تاریخ تو یہی بتاتی ہے کہ یہاں قانون و انصاف صرف عام انسان کے لیے ہے، امیر، بدمعاش، ڈاکو، لٹیرے اور دہشت گردوں کو تو یہ قانون تحفظ فراہم کرتا ہے۔ جس کا ایک ثبوت حالیہ دنوں میں ایڈووکیٹ راشد کا قتل بھی ہے، اس کا قصور یہ تھا کہ اس کے موکل پر توہین رسالت کا الزام تھا۔ اس غریب کو اس لیے مار دیا گیا کیونکہ وہ اس کیس کی پیروی کر رہا تھا، مگر دوسری طرف ایک طاقتور توہین قرآن، توہین اہل بیت کرتا ہے مگر اس کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرتا بلکہ حکومت کی طرف سے بھی ان کو سپورٹ مل رہی ہے۔ پیمرا بھی اس ناگ کی طرح ہے جو صرف کمزور کیبل آپریٹرز یا کسی ماڑے میڈیا مالکان کے سامنے ہی پھنکار سکتا ہے یا ڈستا ہے۔ وڈے میڈیا گروپ کے آگے اس کو شریفانہ بین بجا کر امن کی پٹاری میں بند کر دیا جاتا ہے۔ مولانا حضرات کو بھی آئندہ فتوی جاری کرنے سے قبل اس بات کو ذہن میں ضرور رکھنا چاہیے کہ ان

کے فتویٰ کا ضیاع نہ ہو۔اپنے فتوے بس کسی غریب کے لیے ہی سنبھال کر رکھیں۔

برطانیہ کا پندرہ برس کا نوجوان سوشل میڈیا سے چار برس میں اگر ساڑھے تین ملین پاؤنڈ اکٹھا کر کے انسانی خدمت کرسکتا ہے۔تو ہمارے آزاد میڈیا کی عمر بھی اب ماشاءاللہ پندرہ برس ہوگئی ہے۔کب تک آپس میں لڑتے رہیں گے؟ میڈیا بہت طاقتور ہوتا ہے جو عوام کی رائے تبدیل کرسکتا ہے مگر جب یہ طاقت آپس میں لڑنے میں صرف ہونا شروع ہو جائے تو عوامی بہتری کے کاموں کا ذمہ کون اٹھائے گا؟ سوشل میڈیا، پرنٹ یا الیکٹرانک میڈیا اچھا یا برا نہیں ہوتا بس اس کو کیسے آپریٹ کیا جائے اس کا تعین کرنا سب سے اہم بات ہے۔مگر شاید ہم ایک ٹین ایجر سے میچورٹی کا ثبوت مانگ رہے ہیں، سب ٹین ایجر "سٹیفن سٹن" نہیں ہوتے کیونکہ اُسے بنانے میں بھی برطانوی میڈیا کا بہت بڑا کردار تھا مگر ہمیں یہ بات تو ہمیشہ مدنظر رکھنی چاہیے کہ ہم جو نرسری لگاتے ہیں اُس میں ہمارے من پسند پھل پھول ہی کھلتے ہیں۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

17-05-2014.